موازنہ

آواز خلافت

16 اکتوبر 1919ء

1915

مارچ

آئینہ صداقت

26 دسمبر 1921ء

دورہ نفرت 1400ھ

1980ء

حقیقة الامر

21 ستمبر 1919ء

آئینہ صداقت

۱
۲
۳ ہر مسئلہ عقائد کا بیان ص ۳۵ ۳۶ ۳۷

حقیقۃ النبوۃ

۴ - آپ حقیقی نبی تھے ۱۷۷

۵ - دعویٰ کی حیثیت کا نہیں تھا ۱۲۹

۶ - اولوالعزم نبیوں سے آپ آگے نکل گئے ۲۵۷

۷ - انکار نبوت سے آنحضرت کی ہتک ہے ۱۸۶

۸ - نبوت کا دروازہ کھلا ہے ۲۲۸

۹ - مسیح موعود نبی تھے ۲۲۹

۱۰ - ۱۹۰۱ کے بعد آپنے آپکو نبی کہنا شروع کر دیا ۱۳۶

۱۱ - آپکو مجدد کہنا حماقت ہے ۲۸۰

۱۲ - یہ کہنا کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوتا ہے، نادانی ہے ۱۵۵

۱۳ - اپنے آپکو نبی سمجھتے تھے ۱۲۵

انوار خلافت

۱۴ - میں کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے - ۶۳

۱۵ - بابت جنازہ ص ۹۹

۱۶ - ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں ۹۰

۱۷ - اسمہ احمد آپ تھے ص ۳۲

۱۸ - میری گردن پر تلوار ۶۵

القول الفصل

۱۹ - آپکو مجدد کہنا سخت ظلم ہے

۲۰ - دیگر انبیاء کی طرح آپ بھی نبی تھے ص ۳۳

دورہ یورپ

ص ۲۱ ... ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت صاحب فرماتے ہیں "و واللہ انی جئت منہ مجددا" - حمامۃ البشریٰ

مجددیت کا دعویٰ کیا جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا - ازالہ اوہام ص 42

بمصداق ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا ۰۰ اور میں ہی وہی شخص ہوں جس کے دعویٰ پر پچیس برس گذر گئے ... میں ہی اس زمانہ کا مجدد ہوں - حقیقۃ الوحی ص 193

(نبی کیلئے ضروری ہے کہ اس کا اپنا کلمہ ہو) ... تمام نبی جس قدر تعلیمات لائے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانے اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر ایمان لاوے - اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - حقیقۃ الوحی ص 111

1905ء میں حضرت صاحب سے سوال کیا گیا کہ اب مجدد آئیں گے؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ مجدد ہیں تو قیامت تک آتے رہیں گے - ملفوظات جلد ہشتم ص 119 -

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہے کہ آپ مجدد - محدث تھے نبی ہرگز نہ تھے، جماعت اسی موقف پر 1914 تک قائم رہی - مگر جونہی مولانا نورالدین صاحب دنیا سے رخصت ہوئے - تو میاں صاحب نے حضرت صاحب کو نبی بنانے اور منوانے کی کوشش شروع کر دی - چونکہ بالکل نئی تعلیم اسلام اور تعلیم حضرت مسیح موعود کے خلاف ہے جسقدر اس موضوع پر میاں صاحب نے کتب لکھی ہیں وہ 1914 کے بعد کی ہیں - 1914 میں اور اس سے قبل ان کا موقف حضرت صاحب والا تھا - ایڈیٹر مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ یا تو یہ اپنا الگ کلمہ بنا لیں گے یا رجوع کر لیں گے - دنیا نے دیکھ لیا اور اب معلوم ہے کہ پہلے کلمہ شہادت لکھی جیسے آمنہ و ترکت میں - اور اب کسقدر نرمی ہے کہ کافر کہنے والے کو بھی کافر نہ کہیں گے - دورہ نقوب ملاحظہ ہو -

حضرت مسیح موعود کی ماموریت سے انکار جرم ہے تو ان کے رتبہ میں غلو کرنا بھی تو اتنا ہی سخت جرم اور گناہ ہے؟ -

آپ اپنے اعمال کے خدا کے ہاں جوابدہ ہیں ذرا فکر کریں - اور منصفانہ فیصلہ کریں -

آپ ضرور "عقائد محمودیہ بابت نبوت محمدیہ" مصنفہ مدثر شاہ صاحب کا مطالعہ کریں -

باب اوّل

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلِ عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتلانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض واقعات سے متاثر ہو کر میں نے (یعنے اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے ٭

تعداد عقائد

یہ تبدیلیٔ عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہٗ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ صف) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں

ہر سہ عقائد کا بیان

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر مجھے حضرت مسیح موعود وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح اول رضہ سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے ٭

نبوت کے متعلق میرا عقیدہ

میں تفصیل سے تو آگے جا کر بیان کرونگا۔ مگر اسجگہ بھی مختصراً یہ بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے زیادہ سچے اور دین کے لئے سب سے زیادہ غیرت رکھنے والے تھے پس آپ کا آنے والے مسیح کو نبی کے لفظ سے بار بار یاد فرمانا اس امر کی شہادت ہے کہ آنیوالا مسیح نبی ہو گا۔ مگر قرآن کریم کا اپنی تعلیم کو ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے قرار دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو صاحب شریعت ہو۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو انا اخر الانبیاء فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آپ کی اطاعت سے باہر ہو کر نبی بنے۔ بلکہ جو شخص بھی نبوت کا درجہ پائیگا۔ آپ کے متبعین سے ہو گا۔ اور آپ کے فیض سے نبی ہو گا :۔

اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق میرا عقیدہ

اس پیشگوئی کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اسمیں دو پیشگوئیاں ہیں ایک ظل کی اور ایک اصل کی۔ ظل کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اور اصل کی پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ مگر اس پیشگوئی میں بالتصریح ظل کی خبر دیگئی ہے۔ اور ظل کی خبر میں التزامی طور پر اصل کی خبر بھی آگئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ظلی نبی کا وجود ایک ایسے نبی کے وجود کو طبعاً چاہتا ہے جو بمنزلہ اصل کے ہو۔ اسلئے اس آیت سے ایک ایسے نبی کی بھی خبر نکلتی ہے۔ جس سے اس پیشگوئی کا اصل مصداق فیوض حاصل کریگا۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل نہیں ہوسکتے۔ بلکہ اصل ہیں آپ نے کسی انسان سے فیض حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اور لوگ آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور ایسا خیال کرنا کہ نعوذ باللہ رسول کریم دوسروں سے فیض حاصل کرنیوالے تھے آپ کی ہتک ہے۔ اسلئے اور نیز بعض اور دلائل کی بناء پر میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق اول حضرت مسیح موعود ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں اور مسیح ناصری کے مثیل ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جس کی نسبت الہامی تعیین کسی نبی نے نہیں کی۔ اسلئے اسکے متعلق جو کچھ بھی عقیدہ ہو گا۔ وہ علمی تحقیقات سے زیادہ نہیں کہلا سکتا پس اگر کوئی شخص اس آیت کے کچھ اور معنے سمجھے۔ تو ہم اسے مخطی کہینگے، خارج از احمدیت یا

گنہگار نہیں کہینگے۔ غرض یہ کہ یہ کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے کہ جسے مذہبی نقطۂ خیال سے ہم کوئی اہمیت دیں ؂

میرا عقیدہ مسئلہ کفر غیر احمدیان کے متعلق

میرا عقیدہ ہے کہ کفر درحقیقت خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور جب بھی کوئی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نازل ہو کہ اس کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اور چونکہ وحی کو انسان تب ہی مان سکتا ہے۔ کہ جب وحی لانیوالے پر ایمان لائے۔ اس لئے وحی لانیوالے پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اور جو نہ مانے۔ وہ کافر ہے۔ اسوجہ سے نہیں کہ وہ زید یا بکر کو نہیں مانتا۔ بلکہ اسوجہ سے کہ اس کے نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالےٰ کے کلام کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے میرے نزدیک سب نبیوں کا کفر اسی باعث سے ہے۔ نہ ان کی اپنی ذات کی وجہ سے۔ اور چونکہ ایسی وحی جس کا ماننا ضروری ہو۔ صرف انبیاء پر ہوتی ہے۔ اس لئے صرف انبیاء کا انکار کفر ہے نہ اور لوگوں کا۔ اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی ہے۔ اسلئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔ کیونکہ موجبات کفر میں سے اگر ایک موجب بھی کسی میں پایا جائے۔ تو وہ کافر ہوتا ہے۔ ہاں میرے نزدیک کفر کی تعریف یہ ہے کہ ایسے اصول میں سے کسی اصل کا نہ ماننا جن کے نہ ماننے سے نہ ماننے والا خدا تعالیٰ کا باغی قرار پاوے۔ اور جس کے نہ ماننے سے روحانیت مر جائے۔ یہ نہیں کہ ایسا شخص ہمیشہ ہمیش کے لئے غیر مجذوذ عذاب میں مبتلا کیا جاوے۔ اور چونکہ اسلام کے احکام کی بنا ظاہر پر ہے۔ اسلئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے۔ خواہ اسی وجہ سے نہ مانتے ہوں کہ انھوں نے اس کا نام نہیں سنا۔ کافر کہلائینگے۔ گو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہونگے۔ کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا۔ چنانچہ سب مسلمان باتفاق ان لوگوں کو جو مسلم نہیں ہوئے۔ خواہ انھوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو۔ کافر ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور آج تک ایک شخص نے بھی آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈینز یا افریقہ کے ہٹنٹاٹس یا آسٹریلیا کے وحشیوں کے مسلمان ہونے کا

آئینہ صداقت صفحہ ۳۵

بلکہ یہ کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ پس جس میں وہ خصوصیت پائی جائے گی اُسے ہم مجازی نبی
نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ شریعت اسلام کے رو سے حقیقی نبی ہو گا۔ خواہ کسی اور اصطلاح کے رو سے
مجازی ہی نبی ہو۔ وہ خصوصیت اظہار علی الغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظھر
علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی سوائے رسولوں کے میں اظہار
علی الغیب کا مرتبہ کسی کو نہیں دیتا۔ پس یہ خصوصیت جس میں پائی جائیگی۔ وہ شریعت اسلام
کے رو سے مجازی نبی کبھی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اسلام کی اصطلاح میں وہ حقیقی نبی ہو گا۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میں رسولوں کے سوا کسی کو غیب پر غلبہ دیتا ہی نہیں۔
اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ مجھے غیب پر کثرت سے اطلاع دی جاتی ہے پس
ثابت ہوا۔ کہ اسلام کی اصطلاح کے رو سے حضرت مسیح موعود ہرگز مجازی نبی نہیں۔
اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے میں ایک اور مثال دیتا ہوں۔ کیونکہ مثالوں سے مطلب خوب
سمجھ میں آجاتا ہے۔ اور وہ مثال یہ ہے۔ کہ جب ہم یہ کہیں۔ کہ سوجاکھوں کے سوا
کوئی شخص رنگ نہیں پہچان سکتا۔ اور پھر ہم کسی شخص کی نسبت کہیں کہ وہ رنگ پہچان
لیتا ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ وہ لغت کے معنوں کے لحاظ سے حقیقی سوجاکھا
ہے۔ گو علم باطن کے لحاظ سے وہ اندھا ہو یعنی حق کو پہچان نہ سکتا ہو مگر جب اُس کی
نسبت یہ کہا جائے۔ کہ وہ رنگ پہچان لیتا ہے۔ تو لغت کے رو سے وہ مجازی سوجاکھا
کبھی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ حقیقی سوجاکھا ہو گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ایک شرط لگا دی
کہ سوائے رسولوں کے اظہار علی الغیب کا مرتبہ کسی کو نہیں ملتا۔ تو جس شخص میں یہ بات پائی
جائے گی۔ وہ قرآن کے رو سے حقیقی رسول اور نبی ہو گا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود میں
یہ بات پائی جاتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کے رو سے
آپ حقیقی نبی تھے۔ مگر اس اصطلاح کے رو سے جو آپ نے لوگوں کو اپنی قسم نبوت کے سمجھانے
لئے بنائی تھی۔ اور جو یہ ہے۔ کہ حقیقی نبی وہ ہوتا ہے۔ جو شریعت لائے آپ مجازی
تھے۔ مگر اس اصطلاح کے رو سے نہ کہ قرآن کریم کے رو سے۔ پس جو شخص باوجود اس کے
حضرت مسیح موعود میں وہ بات پائی جاتی ہے۔ جو غیر نبی میں نہیں پائی جا سکتی۔ آپ کو

(۹) پھر اسی طرح یہ بنی کی تعریفوں کے اختلاف کے ہی سبب تھا کہ ایک وقت جب آپ اپنے آپکو نبی خیال نہ کرتے تھے تو اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے یہ معنے کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزئی بنی ہوتا ہوگا اسی لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے اور اسے صوفیوں کی معمولی اصطلاح قرار دیتے تھے اور اس وجہ سے اپنے اس درجہ میں سب پہلے بزرگوں کو شامل خیال کرتے تھے لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو درجہ آپ کو ملا ہے وہ نبوت کا درجہ ہے اور جو کیفیت اپنے درجہ کی آپ بیان کرتے رہے ہیں وہ نبوت کی کیفیت تھی نہ کہ محدثیت کی تو آپ کو مجبوراً اپنے سے پہلے سب محدثوں کو اپنے درجہ سے علیحدہ کرنا پڑا اور صاف کہہ دیا کہ وہ میری نبوت میں شریک نہیں حالانکہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت پہلے محدثوں کی سی نبوت قرار دیتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا لیکن سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد نبی کی حقیقی تعریف کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے انکشاف ہونے کے بعد آپ نے صاف لکھ دیا کہ

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور **دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں**"[1]

[1] حاشیہ - ایک شخص نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو صرف یہ خصوصیت ہے کہ حدیث میں آپ کا نام نبی آیا ہے اور یہ آپ کو دوسرے اولیاء پر فضیلت ہے ورنہ ایسے نبی تو سب بزرگ تھے اس شخص کو یہ لفظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ان کو یہ کثیر حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا اور یہ کہ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں اور جبکہ نہ تو ان لوگوں نے نبی کا خطاب پانے کے قابل درجہ پایا اور نہ وہ اس نام کے مستحق ہیں تو پھر اس کے کیا معنے؟ کہ وہ بھی ایسے نبی تھے جیسے مرزا صاحب - صرف بڑے چھوٹے کا فرق تھا اگر وہ ویسے ہی نبی تھے تو وہ اس نام کے مستحق کیوں نہیں؟

(مرزا محمود احمد)

ہے ہی نہ تاریخ اسلام میں نبوت کا مسئلہ بھی تو ایک زبردست مسئلہ ہے جو اسے پچھلے ادیان
پر فضیلت دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت کا ملنا ہی تو ایک کمال ہے
جو آپ کو دوسرے انبیاءؑ سے افضل ثابت کرتا ہے ورنہ محدث تو پہلے انبیاءؑ کی امتوں میں
بھی ہوتے تھے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی محدث ہی آسکتے ہیں
تو آپ کو دوسرے انبیاءؑ پر کیا فضیلت ہوئی؟ ہمارا نبی خاتم النبیین ہے وہ کل کمالات
کا جمع کرنیوالا ہے کل خوبیاں اس پر ختم ہوگئیں وہ خاتم النبیین ہی نہیں وہ خاتم المومنین بھی
ہے دنیا کے پردہ پر کسی جگہ کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جبتک اس سے فیض نہ پائے
لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہے بلکہ
نبی گر ہے دنیا میں بہت سے نبی گذرے ہیں مگر انکے شاگرد محدثیت کے درجہ سے
آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت
اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت
کا بھی درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر
حاصل کرکے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے
مسیح ناصری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی اور یہ سب کچھ صرف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہوا نہ اس کے اپنے زور سے۔ پس اے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والو! مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرنا
درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان کا انکار کرنا ہے
اور مسیح موعودؑ کے نبی ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص
نہیں آتا اور نہ آپ کی اس میں ہتک ہے بلکہ یہ سراسر عزت ہے اور وہ عزت
ہے جس میں کوئی اور رسول آپکے ساتھ شامل نہیں جہاں غیر وارث ہو وہاں غیرت
ہوتی ہے لیکن جہاں اپنا شاگرد اور روحانی فرزند وارث ہو وہاں غیرت کا کیا
تعلق۔ شاگرد کا بڑھنا تو استاد کی قابلیت پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ اس سے استاد
کی قابلیت پر کوئی حرف آتا ہے پس مسیح موعودؑ کے بڑھنے پر حسد مت کرو کہ

جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے میرا دل ہے میری مراد ہے میرا مطلوب ہے۔ اس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے۔ اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھکر معلوم دیتی ہے۔ اسکے گھر کی جاروب کشی کے مقابل میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خداتعالیٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ خداتعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے۔ کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم • گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ باب نبوت کے کلی بند ہونیکے عقیدہ کو جہاں تک ہوسکے باطل کروں۔ کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ بیشک اگر یہ مانا جائے۔ کہ کوئی شخص ایک ایسی شریعت لایا ہے۔ جو قرآن کریم کو منسوخ کر دے گی۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئیگا۔ جو آپ کی اطاعت کے بغیر انعام نبوت پائے گا۔ تو اس میں بھی آپ کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان کمزور ہے۔ کہ آپکی موجودگی میں براہ راست فیضان کی حاجت پیش آئی۔ لیکن اسیطرح اس عقیدہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ کہ یہ مان لیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکا فیضان ناقص اور آپکی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا۔ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے۔ جس کے شاگرد لائق ہوں۔ اور وہی افسر معزز کہلاتا ہے۔ جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں۔ کہ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں پائے۔ بلکہ آپ کی عزت بڑھانے والی یہ بات ہے۔ کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہو گیا۔ جو دوسرے استادوں سے بھی بڑھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب

ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ و ۲۹)۔

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی نہیں۔ کہ آپ کے بعد فیض روحانی بند ہے۔ بلکہ یہ معنی ہیں، کہ آپ کے بعد ایسا فیضان جاری ہے۔

۲۔ یہ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔

اب پہلے حوالہ اور اس حوالہ کو ملا کر دیکھو کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ پہلے حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ محدث جسے جزدی نبی بھی کہہ سکتے ہیں۔ پہلی امتوں میں ہوتے رہے ہیں۔ اور اس حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ امتی نبی وہ درجہ ہے۔ جو پہلے نبیوں کی اتباع سے نہیں ملا کرتا تھا اور ان کا درجہ ایسا بڑا نہ تھا کہ ان کی اتباع سے کوئی فرد ان کی امت کا نبی بن جائے۔

پس ان حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلی امتوں میں محدث یا جزدی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کیونکہ محدث یا جزدی نبی کا درجہ تو وہ ہے۔ جو پہلی امتوں کے بعض افراد کو بھی ملا کرتا تھا۔ لیکن امتی نبی کا وہ درجہ ہے جو پہلے رسولوں کی اتباع سے نہیں مل سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین نہ تھے۔ اور جزدی نبی کے اوپر کا درجہ سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جزو کے بعد کل ہی ہوتا ہے۔ پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال

نہ تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جبکہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کی امت
محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔ نہ یہ کہ آپکا
اصل درجہ تو محدث ہونے کا تھا۔ نبی کا خطاب بعض مشابہتوں کی وجہ سے دیدیا گیا کیونکہ
آپکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کہا ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ بات آپنے کہاں سے نکال لی کہ محدث پہلے نبیوں کی اتباع
سے ہو سکتے تھے؟ حدیث میں تو یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ بنی اسرائیل میں ہوا کرتے تھے۔ یہ تو
نہیں فرمایا کہ وہ امتی بھی ہوا کرتے تھے۔ پس ہم دونوں حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکالتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے تو محدث بھی براہ راست ہوا کرتے تھے
لیکن آپ کی امت میں محدث آپکے واسطہ سے ہونے لگے ہیں۔ تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ
یہ بات تو آپنے اپنے پاس سے لگائی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تو صرف انبیاء کی
نسبت لکھا ہے۔ کہ ان کو براہ راست نبوت ملا کرتی تھی۔ محدثوں کی نسبت کہیں نہیں
لکھا۔ کہ ان کو بھی محدثیت براہ راست ملا کرتی تھی۔ پس بلا وجہ نئی شرط لگانے کی کوئی
وجہ نہیں۔ یا تو اس دعویٰ کا ثبوت قرآن کریم سے دینا چاہیئے یا حدیث سے یا پھر مسیح
موعود کے کلام سے۔ لیکن تینوں جگہ سے اس ثبوت کے مہیا کرنے میں ناکامی اور نامرادی
ہوگی۔ پس اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ محدث کے علاوہ اس سے بڑھکر ایک اور
نبوت ہے جو پہلے نبیوں کے فیض سے نہیں مل سکتی تھی۔ صرف نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے فیض سے مل سکتی ہے۔ حالانکہ محدثیت پہلی امتوں کو بھی ملجاتی تھی براہ راست
بھی ملجاتی ہے۔ لیکن وہ نبوت پہلی امتوں کو نہیں ملتی تھی اب ملجاتی ہے اور محدثیت
چونکہ جزوی نبوت کا نام ہے۔ اسلئے وہ نبوت سوائے نبیوں والی نبوت کے اور کوئی
ہو ہی نہیں سکتی۔ اور جبکہ نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو مسیح موعود جسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نبی ہی کہا ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی تو اسکے نبی ہونے میں کوئی
شک نہیں رہتا۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود اس نبوت کے لئے

پھیلایا جا رہا ہے اور وہ بات جو میں نے خدا سے معلوم کر کے کہی تھی اسے رد کیا جا رہا ہے بے شک یہ ایک دردناک نظارہ ہو لیکن وہ رب محسن وہ اپنے آقا کی طرح اس بات سے پاک ہے کہ اسپر دو موتیں آئیں خدا تعالیٰ اسکے سلسلہ کو جاری رکھنے کیلئے خود سامان کریگا اور جیسا کہ اس نے فرمایا ہے فلا یبقی لک من المخزیات ذکراً یعنی ان باتوں کو جو تیرے نام کیلئے دھبہ اور بدنام کن ہوں میں بالکل مٹا دونگا وہ ضرور اس بات کو جس میں اس کی ہتک ہوتی ہے مٹا دیگا اور خدائے تعالیٰ کا فعل خود ظاہر فرمائیگا کہ آیا مسیح موعودؑ کو نبی ماننے میں اسکی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے یا عزت اور اب بھی وہ اپنے فعل سے ظاہر کر رہا ہے اور روز بروز گم گشتوں کو کھینچ کھینچ کر لا رہا ہے اور پراگندہ جماعت پھر اکٹھی ہو رہی ہے اور گو اب دو فیصدی احمدی بھی اس حق سے دور نہیں ہیں لیکن کیا کوئی باپ جس کے دس بیٹے ہوں اس بات پر خوش ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک مر جائے؛ نہیں وہ اس بات پر کبھی خوش نہیں ہو سکتا اسی طرح ہم بھی اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ مسیح موعودؑ کی جماعت سے ایک آدمی بھی خواہ غلطی اور نادانی سے ہی کیوں نہ ہو الگ ہو جائے۔

درد انسان کو بیتاب کر دیتا ہے اور میں بھی درد میں کہیں سے کہیں نکل گیا میرا مطلب یہ تھا کہ یہ غلطی جو اس وقت جماعت کے ایک حصہ کو لگی ہوئی ہے اور یہ فتنہ جو پڑا ہوا ہے اسی باعث سے ہے کہ یہ نہیں سمجھا گیا کہ نبی کسے کہتے ہیں اور وہ تعریف جسے حضرت مسیح موعودؑ نے بعد کی تحریرات سے منسوخ کر دیا اسے برقرار رکھا جاتا ہے حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسے نادانی قرار دیا ہے اور وہ تحریرات جو اس تعریف کو مانکر آپ نے لکھی تھیں کہ نبی وہی ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا براہ راست نبی ہو اور اسوجہ سے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا تھا انکو محکم قرار دیا جاتا ہے حالانکہ نبی ہونے سے انکار آپ نے تب کیا ہے جب آپ نبی کیلئے شریعت کا لانا یا بلا واسطہ نبی بننا ضروری خیال کرتے تھے جیسا کہ سنہ ۱۸۹۹ء میں آپ نے ظاہر فرمایا اور جب آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور قرآن کریم کے فیصلے کے مطابق نبی کی پہلی تعریف کی غلطی معلوم کر لی جیسا کہ سنہ ۱۹۰۱ء اور اسکے بعد کی تحریرات سے ثابت ہے تو آپ نے اپنے آپکو نبی کہنا شروع کر دیا کیونکہ اب جو شرائط نبوت آپکو معلوم ہوئیں وہ شروع دعوے سے آپ میں پائی جاتی تھیں اسلئے آپ نبی تھے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سب جھگڑا جو نبوت کے متعلق پیدا ہوا ہے وہ صرف نبوت کی دو مختلف تعریفوں کے باعث ہے ہمارا مخالف گروہ نبی کی اور تعریف کرتا ہے اور ہم اور تعریف کرتے ہیں ہمارے نزدیک نبی کی تعریف یہ ہے کہ (۱) وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پائے (۲) وہ غیب کی خبریں انذار و تبشیر کا پہلو اپنے اندر رکھتی ہوں، (۳) خدا تعالیٰ اس شخص کا نام نبی رکھے جن لوگوں میں یہ تینوں باتیں

بلکہ لے لو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک مجدد تھے لیکن وہ بڑے مجدد تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے انہیں بھی مجدد کہا ہے مگر کیا کوئی دانا ایسا کہہ سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ صرف اسی لئے کہ بڑے درجہ میں چھوٹا خود شامل ہوتا ہے پس جو نبی ہو گا وہ ضرور ہے کہ محدث بھی ہو۔ اور جو محدث ہو گا ضرور ہے کہ وہ محسن اور صالح بھی ہو۔ اور جو صالح ہو وہ مسلمان بھی ہو۔ اگر کسی محدث کو مسلمان کہدیں یا مسلمانوں میں اس کو شامل کردیں تو ضروری نہیں کہ اس کا آخر رتبہ یہی ہو۔ یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن کریم میں آتا ہے کہ وانا اول المؤمنین۔ تو اب کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ بس آپ ایک مومن تھے اس سے اوپر آپ کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایسا خیال رکھنے والا جاہل ہو گا۔ کیونکہ وہ دوسری جگہ دیکھے کہ آپ کو نبی کہا گیا ہے پس آپ کو گو مومنوں میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن نبی کے لفظ نے بتا دیا ہے کہ آپ کو دوسرے مومنوں سے ایک خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ نبی بھی ہیں۔ اسی طرح کوئی شخص نبی کا لفظ دیکھ کر یہ نہیں کر سکتا کہ آپ ویسے ہی نبی ہیں جیسے دوسرے۔ اور صرف عرب کی طرف آئے ہیں نہ کہ سب جہان کی طرف کیونکہ وہ اگر اپنی نظر وسیع کریگا تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا نے آپ کو سب دنیا کی طرف مبعوث ہونیکی خصوصیت دیدی ہے۔ اور اس خصوصیت نے آپکو ایک اور بلند مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ اسی طرح کوئی اس خصوصیت کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ بس آپ یہی ہیں کیونکہ خاتم النبیین کی خصوصیت نے آپکا درجہ اور بھی بلند کر دیا ہے۔ اسیطرح اگر حضرت مسیح موعود کبھی اپنے آپ کو دوسرے مجددین میں شامل کر دیں تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بس آپ مجدد ہی ہیں ایسی ہی حماقت ہے، جیسے کوئی شخص انا اول المؤمنین کو دیکھ کر کہدے کہ بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مومن کا خطاب دیا گیا ہے اور کوئی نہیں بلکہ ممکن ہے کہ اگر یہ رستہ کھلا تو اس کے نتیجے بڑے خطرناک ہونگے حضرت سلیمان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وما کفر سلیمٰن۔ سلیمان کافر نہ تھا۔ اس سے اب یہ سمجھ لو کہ حضرت سلیمان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخصوں میں شامل کیا ہے جو کافر نہ ہوں اور نعوذ باللہ ان کو متقیوں میں بھی شامل کرنا جائز نہیں ایسے نادان کو یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ سلیمان علیہ السلام کو کہیں مومن ہے اور نبی بھی بتایا ہے کہیں اگر کسی بلند درجہ کیطرف رہنمائی کی ہے تو سمجھو کہ وما کفر سلیمٰن کسی حکمت اور ضرورت کے ماتحت کہا ہے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ حضرت سلیمان نبی نہیں اسیطرح بعض جگہ نبیوں کی نسبت آتا ہے کہ وکذلک نجزی المحسنین ہم محسنوں کو اسیطرح جزا دیتے ہیں اسی لئے فلاں نبی سے بھی ایسا ہی سلوک کیا۔ اب کوئی شخص کہدے کہ اللہ تعالیٰ نے تو حضرت موسیٰ یا حضرت یوسف کے انعامات کو محسن ہونے کے ماتحت رکھا ہے۔ اور باقی سب محسنوں کے ساتھ

ہے کہ اُس نے نبی کی تعریف نہیں کی اُس نے خود نبی کی تعریف اور اس کے شرائط اور اُس کا درجہ بیان کر دیا ہے۔ اور جو کچھ اُس نے بیان فرمایا ہے۔ اُس کے رو سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت ثابت ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہرگز شریعت لانے یا نہ لانے کی شرط نہیں لگائی۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ جو لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے منکر ہیں انھوں نے آج تک اس بات پر غور ہی نہیں کیا۔ کہ نبوت چیز کیا ہے یا نبی کون ہوتا ہے؟ ورنہ اگر وہ قرآن کریم پر تدبر کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے، اور ان کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں ؎

بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور اس آیت سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں، لیکن یہ سب قلت تدبر ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ خود دوسری جگہ فرماتا ہے۔ کہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الخ یعنے ہم نے توریت اُتاری ہے جس میں ہدایت و نور ہے۔ اس کے ذریعہ بہت سے انبیاء یہودیوں کے فیصلے کرتے رہے ہیں۔ اب بتاؤ، کہ اگر ایک نبی دوسرے نبی کے ماتحت کام نہیں کر سکتا۔ تو بہت سے انبیاء توریت کے ذریعہ فیصلہ کیونکر کرتے رہے۔ ان کا توریت پر عمل پیرا ہونا بتاتا ہے۔ کہ موسیٰ کی شریعت کے وہ پیرو تھے۔ گو یہ ایک اور بات ہے، کہ انہوں نے موسیٰ کے ذریعہ نبوت حاصل نہیں کی۔ پس یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ بہت سے نبی حضرت موسیٰ کے ماتحت اُن کی اُمت کی اصلاح پر مقرر تھے۔ خود حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ماتحت کام کرتے تھے جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ پہاڑ پر گئے۔ تو ان کو اپنی بجائے خلیفہ مقرر کر گئے۔ اور جب کچھ فساد ہوا تو آکر ان کو مارنے کے لئے تیار ہو گئے اور فرمایا، کہ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ۔ کیا تو نے میری نافرمانی کی۔ جس سے ثابت ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے ماتحت تھے۔ ورنہ حضرت موسیٰ انھیں حکم کیونکر دے سکتے تھے۔ اگر حضرت موسیٰ کے ماتحت حضرت ہارون نہ تھے۔ تو ثابت کرو۔ کہ وہ کونسی اُمت تھی۔ جو اُن کی اطاعت کرتی تھی۔ اور پھر وہ اگر حضرت موسیٰ سے آزاد تھے۔ تو وہ اُن کو اپنی اُمت کیلئے خلیفہ کس طرح بنا گئے۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ کس طرح فرما سکتے تھے۔ کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی۔ پس اس آیت کے وہ معنے کیوں کرتے ہو جس سے خود دوسری آیات اور تاریخ کی تکذیب ہوتی ہو۔ اس آیت کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ ہر نبی لوگوں کا مطاع ہوتا ہے۔ لوگوں کا فرض ہے

ہے کہ نبوت پائی ہو ورنہ نبوت کا دعویٰ ضرور کیا ہے۔ اور جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے یہ میرا خیال ہی خیال نہیں بلکہ واقعہ ہے اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود ۱۸۹۹ء کے ایک خط میں جو الحکم ۱۸۹۹ء میں چھپ چکا ہے نبی کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے" الحکم جلد ۲ نمبر ۲۹ ۱۸۹۹ء اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ اسلام کی اصطلاح کی رو سے نبی وہی ہو سکتا ہے جس میں مذکورہ بالا تین باتوں میں سے کوئی پائی جائے یعنی (۱) وہ جدید شریعت لائے (۲) یا بعض احکام شریعت سابقہ منسوخ کرے (۳) یا بلاواسطہ نبوت پائے اور چونکہ یہ باتیں آپ میں پائی نہ جاتی تھیں اس لئے آپ بالکل درست طور پر اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے۔ ہاں چونکہ لغت میں نبی کے لئے ان شرطوں میں سے کوئی شرط مقرر نہیں اس لئے آپ یہ فرما دیتے تھے۔ کہ میرا نام صرف لغوی طور پر نبی رکھا گیا ہے۔ اور اس کی یہ وجہ تھی کہ لغت میں جو شرائط نبی کی پائی جاتی تھیں وہ آپ اپنے اندر موجود پاتے تھے یعنے (۱) کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ (۲) انذار و تبشیر سے پُر امورِ غیبیہ کا اظہار (۳) اور خدا تعالیٰ کا نبی نام رکھنا۔ لیکن اسلامی اصطلاح کو اس تعریف کے خلاف سمجھ کر (کیونکہ عام مسلمانوں کا یہی عقیدہ تھا اور انبیاء انکشاف تام تک عام عقیدہ پر قائم رہتے ہیں) آپ باوجود سب شرائط نبوت کے موجود ہونے اور انکے پائے جانے کا اقرار کرنے کے اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے۔ مگر بار بار کے الہامات نے آخر آپ کی توجہ کو نبی کے حقیقی مفہوم کی طرف پھیرا اور آپ کے دل پر پورے طور پر امر واقع کا انکشاف ہوا اور قرآن کریم کو بھی آپنے عام لوگوں کے عقیدہ کے خلاف پایا تو اس سے پہلے عقیدہ کو ترک کر دیا چنانچہ اس کا ثبوت وہ تحریرات ہیں جو آپنے نبی کی تعریف میں ۱۹۰۱ء اور اسکے بعد لکھی ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

× ۱۲

انوار خلافت
62

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

"خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزار ہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے" (چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک ایسا انسان جس پر اتنے نشانات اُترے کہ ان سے ہزاروں نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ خود نبی نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ سب باتیں اپنے پاس سے بنالی ہیں۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدر کو نہیں سمجھا۔ خدا تعالیٰ کافروں کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ یعنی انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدر کو نہیں سمجھا۔ اور یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ اس لئے کسی کو کچھ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح یہ کہتے ہیں کہ خواہ کتنا ہی زہد اور اتقا میں بڑھ جائے۔ پرہیزگاری اور تقویٰ میں کئی نبیوں سے آگے گذر جائے۔ معرفت الٰہی کتنی ہی حاصل کرلے۔ لیکن خدا اس کو کبھی نبی نہیں بنائے گا۔ اور کبھی نہیں بنائے گا۔ ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا۔ میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہونگے۔ اور ایک ایسا انسان جو اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے جو حضرت یحییٰ اور یوحنا وغیرہ انبیاء کا تھا۔ وہ نبی بن سکتا ہے۔ وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق کہتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اب بھی نبی بن سکتا ہے۔ جو دنیا میں جب ضلالت اور گمراہی اور بے دینی پھیل سکتی ہے تو نبی کیوں نہیں آسکتا۔ جس جس وقت ضلالت اور گمراہی پھیلتی رہی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ کو بھلا دیتے رہے ہیں۔ اور فسق و فجور میں پھیلتے جاتے رہے ہیں۔ اسی وقت نبی آتا رہا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب ایسا ہوگا کہ دنیا خدا تعالیٰ کو چھوڑ دے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا دے گی۔ اور گند اور پلیدیوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ اس وقت نبی آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔ لیکن وہ کوئی اور شریعت نہیں لائے گا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کو پھیلائے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی نبی آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور شریعت لائے۔ کیونکہ آپ کی

شریعت کا فتوےٰ استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مُردہ کو فائدہ کیا ہوگا۔ کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں۔ ہماری دُعا سے آپ کا مُردہ بخشا جا سکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا +

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ تو اُس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنیوالے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے۔ تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا۔ اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دُعا ہوتی اس کے پسماندگان کے لئے۔ اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی سزا نہ دے لیکن شریعت کا فتوےٰ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں +

غیر احمدیوں کو لڑکی دینا

ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے

مقبول ہو۔اس کا یہی جواب دیتے ہیں کہ جس پر گورنمنٹ خوش ہو اسی کو پیش کیا کرتے ہیں۔پس اگر گورنمنٹ کے سامنے اپنا ڈیپوٹیشن لے جانے کے لئے کسی ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو اسکی نظر میں مقبول ہو۔تو پھر یہ کونسی عقلمندی ہے کہ خداتعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے ایک ایسے آدمی کو اپنے آگے کھڑا کیا جائے جو مغضوب ہو یہ کوئی مشکل بات نہیں۔آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔اس لئے ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہیئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ خداتعالیٰ کے حضور مغضوب ٹھہر چکے ہیں۔اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے۔اور ہم میں شامل نہ ہو۔خداتعالیٰ کے مامور ایک بڑی چیز ہوتے ہیں جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں مقبول نہیں ہو سکتا۔اس میں شک نہیں کہ بعض غیر احمدی ایسے ہونگے جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں مانتے۔اس لئے قبول نہیں کرتے۔لیکن ہم بھی مجبور ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ خواہ کسی وجہ سے ہی وہ حق کے منکر ہیں۔غیر احمدیوں کا اس بات پر چڑنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ایک لغو امر ہے۔وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے۔اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دنیاوی اور تمدنی تعلقات کو منقطع کر دیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہنچانے کا حکم ہے تو دنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔دوسروں سے محبت کرو پیار کرو۔ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ۔بیمار کا علاج کرو۔بھوکے کو روٹی

آپ کا نام یُوں بھی نہیں۔ کیونکہ آپ کے نام میں میم پر جزم ہے زیر نہیں ہے۔ اور اگر اُردو یا پنجابی ترکیب سمجھو تو "احمد کا غلام" یا "احمد دا غلام" ہونا چاہیئے تھا مگر اس طرح بھی نہیں۔ پھر یہ کونسی زبان کا نام ہے جو حضرت صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ پس سچی بات یہی ہے کہ آپ کا نام احمد تھا اور غلام صرف خاندانی علامت کے طور پر شروع میں بڑھا دیا گیا تھا +

دوسرا ثبوت

دوسرا ثبوت آپ کا نام احمد ہونے کا یہ ہے کہ آپ نے اپنے سب لڑکوں کے ناموں کے ساتھ احمد لگایا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ اپنا نام احمد ہی جانتے تھے تبھی تو علامت کے طور پر سب بیٹوں کے نام کے بعد احمد لگایا۔ ورنہ جبکہ احمد لگانے سے معنوں کے لحاظ سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا۔ تو پھر احمد بڑھانے کا کیا فائدہ تھا؟ ظاہر ہے کہ احمد حضرت صاحب کا نام تھا اور وہ خاندانی علامت کے طور پر ہر ایک لڑکے کے نام کے ساتھ بڑھا دیا گیا +

تیسرا ثبوت

تیسرا ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احمد ہونے کے متعلق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے جس نام پر بیعت لیتے رہے ہیں وہ احمد ہی ہے آپ نے کبھی غلام احمد کہہ کر بیعت نہیں لی۔ چنانچہ آپ میں سے سینکڑوں آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ آپ یہی کہہ کر بیعت لیا کرتے تھے کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ پس آپ لوگ بتائیں کہ آپ نے احمد کے ہاتھ پر بیعت کی تھی یا غلام احمد کے ہاتھ پر (چاروں طرف سے بڑے زور کے ساتھ آوازیں آئیں کہ ہم نے احمد کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) اگر آپ کا نام غلام احمد ہوتا۔ تو آپ بیعت لیتے وقت یہ فرماتے کہ کہو آج میں غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ پس ثابت ہے کہ آپ اپنا نام احمد ہی قرار دیتے تھے +

چوتھا ثبوت

چوتھا ثبوت آپ کے احمد ہونے کے متعلق یہ ہے کہ آپ نے اپنی کئی کتابوں کے خاتمہ پر اپنا نام صرف احمد لکھا ہے جو اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ آپ کا نام احمد ہے اگر احمد آپ کا نام نہ ہوتا تو کیوں آپ صرف احمد لکھتے اگر آپ کا نام غلام احمد تھا تو آپ کا اصل نام غلام قرار پا سکتا ہے نہ کہ احمد۔ پس اگر مختصر نام آپ کبھی لکھتے تو

اس کے درجہ کو گھٹاتے ہیں مگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کو ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی کہینگے تو لوگ ہماری مخالفت کرینگے۔ اور ہمیں دکھ دینگے۔ میں کہتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہے جس کو ہم کسی مخالفت کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ تو مخالفت سے ڈراتے ہیں۔ لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے۔ اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی ایسی ہے کہ آپ کے ذریعہ سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے رحمۃ للعالمین ہو کر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اس لئے اب ایک انسان ایسا نبی ہو سکتا ہے۔ جو کئی پہلے انبیاء سے بھی بڑا ہو مگر اس صورت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو + الفضل ۱۱/۱۱/۱۹۱۷ء

ہمارے لئے کتنی عزت کی بات ہے کہ قیامت کے دن تمام نبی اپنی اپنی اُمتوں کو لے کر کھڑے ہونگے اور ہم کہینگے کہ ہمارے نبی کی وہ شان ہے کہ آپ کا غلام ہی ہمارا نبی ہے لیکن مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی مسیح آئے گا۔ جو بنی اسرائیل کے لئے آیا تھا۔ اگر وہی آیا۔ تو یہ قیامت کے دن کیا کہینگے۔ کہ ہمارے نبی آنحضرت صلعم کی وہ شان ہے کہ آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کا ہی ایک نبی آیا تھا۔ اس بات کو سوچو اور غور کرو۔ کہ آنحضرت صلعم کی ہتک تم کر رہے یا ہم۔ آنحضرت صلعم کی اسی میں عزت ہے کہ آپ کی اُمت میں سے کسی کو نبی کا درجہ ملے نہ کہ بنی اسرائیل کا کوئی نبی آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے آئے۔ حضرت مسیح موعود نے اسی لئے فرمایا۔ کہ:۔ شعر: ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو + اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ یعنی ابن مریم کا تم کیوں انتظار کر رہے ہو مجھے دیکھو کہ میں احمد کا غلام ہو کر اس سے بڑھ کر ہوں۔ کوئی کہے کہ اس شعر میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں غلام احمد ہوں۔ اس لئے آپ کا یہی نام ہوا میں کہتا ہوں۔ کون مسلمان ہے جو اپنے آپ کو غلام احمد نہیں کہتا۔ ہر ایک سچا مسلمان اور مومن یہی کہے گا کہ میں احمد کا غلام ہوں۔ اسی طرح حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ ایک اور

ے اس بات پر مزید روشنی ڈالنے کیلئے اس امر کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ گو آپ پہلے
رسول اور نبی کو ایک ہی خیال فرماتے تھے اور ان دونوں ناموں میں فرق نہ فرماتے
تھے لیکن آجکل کے مسلمانوں میں سے ایک جماعت میں چونکہ یہ غلط خیال بھی پھیلا
ہوا ہے کہ نبی اور رسول میں فرق ہوتا ہے اور رسول وہ ہے جو شریعت لائے
اور نبی وہ جو ہر ایک پہلے نبی کی اطاعت سے آزاد ہو۔ اس لئے آپ نے کبھی کبھی
لوگوں کے اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ میں رسول نہیں ہوں لیکن
وجہ یہی بتائی ہے کہ میں کوئی کتاب نہیں لایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

اس مصرعہ سے صاف پتہ لگتا ہے کہ آپ نے رسالت کا انکار کس لحاظ سے کیا
ہے انہی مفہوم کے لحاظ سے جو لوگوں میں غلط طور پر رسول کی نسبت پایا جاتا ہے
جیسا کہ اس مصرعہ کی تشریح میں آپ خود فرماتے ہیں:۔

"یہ قول کہ ؎ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ اسکے معنے
صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶)
پس بیکار ہے فائدہ اٹھا کر یہ اعلان کرنا کہ حضرت مسیح موعود مجددوں میں سے ایک
مجدد ہیں اور ماموروں میں سے ایک مامور ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے کہ اور
بزرگ نبی کہلا سکتے ہیں سخت ظلم اور تعدی ہے جس کا نشانہ اور بھی کوئی نہیں
وہ خدا کا مسیح ہے جس کے ہم پر اسقدر احسانات اور انعامات ہیں کہ ہم ان
کا شکریہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت مسیح موعود تو صاف لکھتے
ہیں کہ اس امت میں میرے سوا اور کوئی شخص نبی کہلانے کا مستحق نہیں جیسا کہ
آپ فرماتے ہیں:۔

"جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے
ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے
کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱)

دوسرا مسئلہ کفر ہے جس پر خواجہ صاحب نے بحث کی ہے اس مسئلہ پر میں خود حضرت مسیح موعود کی
اپنی تحریر میں شائع کر چکا ہوں مزید تشریح کی ضرورت نہیں میرا وہی عقیدہ ہے اور جبکہ میں
حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی
ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے پہلے
انبیاء نے بلا واسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔ پس جو حکم نبی کے انکار کے متعلق قرآن
کریم میں ہے وہی مرزا صاحب کے منکر کی نسبت ہے قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ یہ حکم
فلاں فلاں قسم کے نبیوں کی نسبت ہے ہاں میں اس فرق کو ضرور تسلیم کرتا ہوں جو حضرت
مسیح موعود نے تریاق القلوب میں لکھا ہے اور حقیقۃ الوحی میں اسکی مزید تشریح فرمائی
ہے اور وہ یہ کہ صاحب شریعت نبی چونکہ شریعت کے لانیوالے ہوتے ہیں اسلیے انکا انکار
بلا واسطہ انسان کو کافر بنا دیتا تھا لیکن ہمارے حضرت مسیح موعود کو چونکہ جو کچھ ملا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے اسلیے آپکا انکار بھی
بالواسطہ کفر ہوتا ہے یعنی آپ کا انکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے
پس جسقدر فرق نبوت کے حصول کا ہے اسی قدر فرق مخالفین کے انکار پر سزا کا ہے جو
نبی کسی دوسرے نبی کے متبع نہیں انکے مخالفین پر بھی کفر کا فتویٰ بلا واسطہ جاری ہوتا ہے
لیکن مسیح موعود چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا ایک عہدہ دار ہے اس لیے
انکے کفر کا فتویٰ دربار خاتم النبیین ...... سے جاری ہوتا ہے اور اسی واسطے سے مخالفوں
کو پہنچتا ہے اسی کی طرف حضرت نے حقیقۃ الوحی میں اشارہ فرمایا ہے کہ جو میرا انکار کرتا ہے
وہ درحقیقت میرا نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے۔
"علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت
خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
تھی کہ آخری زمانہ میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئیگا ...... اور خدا نے میری
سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے اور آسمان پر
خسوف کسوف رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی

۳۵

الفضل ... ۱۹۱۴ء

إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق: ۴)

جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمدؒ

اَیَّدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

کا

دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ

- مغربی جرمنی
- ہالینڈ
- سوئٹزرلینڈ
- انگلستان
- آسٹریا
- سپین
- ڈنمارک
- نائیجیریا
- سویڈن
- غانا
- ناروے
- کینیڈا
- ریاستہائے متحدہ امریکہ

کے لئے کوئی مسئلہ یا مشکل پیدا نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ مسئلہ ہے تو ان کے لئے ہے میرے لئے نہیں۔ میرے لئے تو قرآن کا حکم اور فیصلہ کافی ہے۔ قرآن کہتا ہے:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۔ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۔ (الحجرات آیت ۱۵)

اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ بعض بادیہ نشین عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں یعنی ہم مومن ہیں (اللہ کہتا ہے) ان اَعراب سے کہو کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے۔ یعنی تم مومن نہیں بنے۔ بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں یعنی ہم مسلمان ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے اور اسلام لانے میں فرق کیا ہے۔ خدا جو عالم الغیب ہے اور جو دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے وہ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو یہ کہے کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ اگر قرآن پر عمل کرنا ہے تو اُسے بہر حال مسلمان تسلیم کرنا پڑے گا۔ جو لوگ ہمیں مسلمان تسلیم نہیں کرتے وہ قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ لیکن ہم اُن کا یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں اور ہمارے نزدیک وہ اُمّتِ مسلمہ کا حصّہ ہیں۔

اس پر نمائندے نے کہا کہ وہ آپ کو مسلمان نہیں مانتے اس کے باوجود آپ انہیں مسلمان کہیں گے۔ حضور نے فرمایا ہاں اس کے باوجود ہم انہیں مسلمان مانتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں مسلمان نہ کہہ کر قرآن کی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو اس کے یہ معنے تو نہیں ہیں کہ ہم بھی

قرآن کی خلاف ورزی کریں۔ کوئی اور کرتا ہے کرے ہم تو قرآن کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

حضور نے فرمایا ہم تو ان کے لئے اپنے دل میں اچھے جذبات رکھتے ہیں اور دل سے ان کے خیر خواہ ہیں اور ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اگر کوئی مجھے صبح سے شام تک گالیاں دیتا ہے تو مجھے اس سے کیا۔ وہ اپنا وقت آپ ضائع کرتا ہے۔ لیکن مَیں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اچھے لوگ بڑی کثرت سے ہیں۔ لاکھ میں سے ایک بھی مشکل سے ایسا ہو گا جو ہمیں دُکھ دیتا ہے ایسے قلیل حصہ کی وجہ سے پوری قوم کو تو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

ناروے میں ایک مبلّغ کا اوّلین فرض

اس سوال کے جواب میں کہ ناروے میں ایک مشنری کا اہم فرض کیا ہونا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا۔ ہمیں یہاں کے لوگوں کے دل فتح کرنے چاہئیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے جو لوگ یہاں آپ کے درمیان رہ رہے ہیں وہ آپ کے دوست بنیں اور حُسنِ سلوک سے آپ کو اپنا دوست بنائیں اور پھر آپ کے سامنے قرآنی تعلیم پیش کریں۔ یہ ایسی قابلِ عمل اور دل موہ لینے والی تعلیم ہے کہ آپ اس کے قائل ہوئے بغیر نہ رہیں گے اور بالآخر اسے قبول کر لیں گے۔

قرآنی تعلیم کے حُسن کو آشکار کرنے کے لئے حضور نے دنیا میں پائی جانے والی موجودہ بے چینی اور بے اطمینانی کے تعلق میں قرآنی تعلیم کے بعض پہلوؤں کو از راہِ امتثال کسی قدر تفصیل سے بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ صنعتی انقلاب کے بعد سے لیبر کا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے اور دن بدن شدّت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اور ان میں بے چینی ہے کہ بڑھتی جا رہی ہے۔ وہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اجرتوں میں اضافہ کا مطالبہ کرتے ہیں اور اپنے